Presented by: Rana Jabir Abbas

[illegible]

الحمد

کہ

رسالہ مبارکہ ذخیرہ تحقیقات عالیہ

الاولیٰ

مصنفہ

جناب عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء ... حکیم ... صاحب ... مدرس

مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ اعلی اللہ مقامہ

جس میں ایک مشہور مناظرہ کی مفصل کیفیت درج ہے جو خلافت بلا فصل حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق مشہور مناظر و عالم اہلسنت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر

(اور مولانا ... میں مدت دراز تک ہوتا رہا)

باہتمام

دائرۃ تحقیق کھجوا ضلع سارن (صوبہ بہار)

مطبع اصلاح کھجوا میں چھپ کر شائع ہوا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ الطاہرین
علماء مذہب حق کثرھم اللہ فی البریۃ ابتداء سے اپنے فرائض ارشاد و ہدایت و تعلیم
و ترویج دین حق میں مشغول رہتے آئے ہیں اور کبھی اختلاف و افتراق اور فتنہ و فساد پیدا
نہیں کیا۔ لیکن جب انکے مذہب پر کسی کا اعتراض ہوا تو احقاق حق کرنے کے لئے اس کا رد
لکھنی بھی ضروری تھی۔ ہاں اپنی طرف سے چھیڑنا یا کسی مذہب پر اعتراض کرنا کبھی گوارا نہیں کیا۔
چنانچہ انکی جلیل القدر مصنفات اس دعویٰ کی شاہد ہیں۔ یہاں صرف ہندوستان کی حالت
بطور اختصار درج کیجاتی ہے۔ اس ملک میں سلاطین مغلیہ کے وجود سے کئی سو برس پہلے سے
نور ایمان پھیلا ہوا تھا۔ اسطرح کہ بابر کی سلطنت سنہ ۹۳۲ ہجری سے شروع ہوئی اور اس سے قبل ایران کے
مشہور مقدس نامور عالم جناب ملا شاہ طاہر قمی علیہ الرحمہ ہندوستان تشریف لا چکے تھے اور آپ کی وجہ
سے مذہب حق کی اچھی ترقی ہو رہی تھی جسکی تفصیل یہ ہے کہ برہان نظام شاہ والی ریاست احمد نگر
دکن کا جس نے ۹۱۴ھ سے ۹۶۱ھ تک بادشاہت کی بہت پیارا بیٹا شاہزادہ عبد القادر
تپ محرقہ میں گرفتار ہوا۔ بادشاہ نے تمام حکیموں کے علاج کر ڈالے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ پھر بہت سو
کے تنخواہوں میں صدقات بھجوائے۔ ہندو مسلمان سب نے دعا کرائی۔ لیکن اب بھی کوئی نتیجہ نہیں ہوا۔
اسوقت جناب ملا شاہ طاہر علیہ الرحمہ جو ایران سے آئے تھے اور بادشاہ کی خدمت میں بحالت
تقیہ بسر کرتے تھے۔ بادشاہ سے عرض کی کہ حضور شاہزادے سلمہ اللہ و عافاہ کی شفا کے بارے میں

http://fb.com/ranajabirabbas

ہندنے ایک تدبیر سوچی ہے۔ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ بادشاہ نے اصرار کیا تو جناب
مولانا شاہ طاہر علیہ الرحمہ نے جرأت کر کے کہا کہ بادشاہ سلامت عہد کریں اور نذر مانیں کہ اگر شاہزادے
صاحب کو آج کی رات میں خدا کے فضل سے شفا ہو جائے تو نذر خطیر حضرات ائمہ معصومین کی اولاد یعنی
سادات کی خدمت میں پیش کریں گے۔ برہان نظام شاہ نے کہا ائمہ معصومین یعنی دوازدہ امام
کون ہیں۔ جناب ملا شاہ طاہر نے بارہ اماموں کے نام مع ولدیت حضرت علیؑ سے امام مہدی
علیہ السلام تک بتا دیئے۔ برہان نظام شاہ نے کہا کہ جب میں تنخواہوں میں نذر بھیج چکا تو
کیا حضرت علی مرتضیٰ اور بی بی فاطمہؑ کے فرزندوں کے نام پر نذر بجا نہیں لاؤں گا۔ جناب
مولانا نے کہا بس تو آج شب جمعہ ہے۔ بادشاہ سلامت نذر کریں کہ اگر جناب باری حضرت پیغمبر
آخر الزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کے قرب و منزلت کی برکت سے آج شب کو شاہزادہ
عبد القادر کو شفا عطا فرمائے تو ائمہ اثنا عشر کا خطبہ پڑھوا کر ان کے مذہب کی ترویج میں کوشش
کریں گے۔ برہان نظام شاہ جسکو اب اپنے چہیتے بیٹے کی صحت کی بالکل امید باقی نہیں تھی اور
اطباء سے قطعاً مایوس ہو چکا تھا جناب شاہ طاہر علیہ الرحمہ کی تجویز سنکر نہایت خوش ہوا اور
اسی وقت جناب شاہ طاہر علیہ الرحمہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر عہد و پیمان بجا لایا۔ اسکے بعد
شاہزادے کی تیمارداری میں مشغول ہوا مگر اسکا مرض بڑھتا ہی گیا۔ دن کسی طرح گزرا۔
رات کے وقت بادشاہ کو ایسا کرب تھا کہ شاہزادے کے پلنگ کی پٹی سے لگا بیٹھا
رہا۔ ہر چند شاہزادے کو بخار اترنے کی کوشش کیجاتی تھی مگر وہ بے چینی سے ہاتھ پاؤں
مار کر لحاف کو پھینک دیتا تھا۔ بادشاہ نے شاہزادے کی زندگی سے بالکل مایوس ہو کر حکم
دیا کہ اب شاہزادے کو لحاف نہ اڑھایا جائے اور کہا بیچارہ اسی رات کا مہمان معلوم ہوتا ہے
ایک ساعت اور اسے دنیا کی ہوا سے خوشحال ہونے دو۔ اور خود اسی طرح پٹی سے لگا بیٹھا
رہا۔ صبح ہوتے ہی پٹی پر سر رکھکر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار نورانی صورت
اسکے سامنے آئے اور انکے داہنے بائیں بارہ شخص اور بھی ہیں۔ برہان نظام شاہ نے استقبال
کر کے مودب کھڑا ہو گیا تو ان حضرات سے ایک صاحب نے فرمایا کہ تو ان بزرگوار کو جانتا ہے کہ کون

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں ہ۔ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہیں اور یہ بزرگوار جو انکے داہنے بائیں ہیں دوازدہ امام علیہم السلام
ہیں اسی درمیان میں حضرت رسالت پناہ صلعم نے فرمایا اے برہان الحق سبحانہ وتعالیٰ نے علی
اور انکے فرزندوں کی برکت سے (شاہزادے) عبدالقادر کو شفا بخشی۔ تجھے لازم ہے کہ
میرے فرزند طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرے۔ بادشاہ برہان نظام شاہ اس خواب سے خوش
حال بیدار ہوا۔ دیکھا کہ شاہزادے عبدالقادر بر بخلاف پڑا ہوا ہے اور سب کی دایہ اور والدہ سے
جو برابر جاگتی رہی تھیں معلوم ہوا کہ کسی نے اس کا لحاف نہیں اوڑھایا ہے بلکہ اسی وقت خود بخود
حرکت کر شاہزادے پر جا پڑا ہے۔ بادشاہ نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ عبدالقادر
خواب راحت میں سوتا ہے اور بالکل اچھا ہو گیا ہے۔ اسکے بعد برہان نظام شاہ نے اپنے
وعدہ کو پورا کیا۔ مذہب شیعہ اختیار کیا اور خطبہ میں نام دوازدہ امام علیہم السلام جاری کر دیا
صاحب تاریخ فرشتہ لکھتے ہیں کہ مورخین توران و ایران کا اتفاق ہے کہ غازان خان نے
مسلمان ہونے کے بعد دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب میں دیکھا اور ہر مرتبہ حضرت
امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابیطالب حضرتؐ کے ہمراہ تھے حضرت خاتم الانبیاء نے
بعد تعریف عترت طاہرہ کے فرمایا کہ تجھے لازم ہے کہ تو میرے اہلبیتؑ کی نسبت طریق سلوک
جاری رکھے اور انکی پیروی کرے۔ سادات کو گرامی رکھے۔ اسی سبب سے غازان خان نے
اہلبیت کی محبت اپنے صفحۂ دل پر نقش کی اور سادات کربلا و نجف کو گرامی رکھا شیعہ مذہب ہو
کر مقرب درگاہ کر کے مناسب عہدوں پر مقرر کیا۔ اب صاحب تاریخ فرشتہ لکھتے ہیں کہ میں حیران
ہوں کہ اگر مذہب امامیہ حق ہے تو دوسرے مذہبوں کا انجام کیا ہوگا۔ اور اگر دوسرا مذہب
حق ہے تو مذہب امامیہ کے رواج میں یہ سفارش کیا معنے رکھتی ہے اللّھم افتح بیننا
وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ انتہیٰ ملخصاً (تاریخ اسلام مطبوعہ دہلی
جلد اول ص۳۹)

یہ واقعہ تاریخ اسلام سے نقل کیا گیا ہے۔ پوری تفصیل تاریخ فرشتہ میں ہے جو ہندوستان
کی سب سے زیادہ مفصل و معتبر تاریخ ہے۔ اس کا مصنف فرشتہ حضرات اہلسنت کا ایک

بہت مشہور اور معتمد علیہ عالم تھا۔ مگر چونکہ اصل تاریخ فرشتہ فارسی زبان میں ہے اور اس کی
عبارت بہت طویل ہے۔ اس وجہ سے اس کا نقل کرنا ضروری نہیں معلوم ہوا۔ یہ واقعہ اس قدر
مشہور اور یقینی ہے کہ کسی شخص کو اسکے متعلق شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اس خواب کے بہت
مدت بعد جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی ہوئے۔ انھوں نے اپنی کتاب میں اس واقعہ کو
تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "کیفیت خواب برہان شاہ و دعوت طاہر قمی بمذہب شیعہ"
یعنی برہان شاہ کے خواب اور طاہر قمی کے مذہب شیعہ کی طرف دعوت دینے کی کیفیت
(فتاوی عزیزی مطبوعہ دہلی ص۲۳۲)۔ پھر اسی کتاب میں ہے "سوال حکایت طاہر قمی
با برہان شاہ کہ دعوت بمذہب امامیہ نمودہ بود و شفائے پسر او را متعلق باختیار مذہب ائمہ
اثناعشر ساختہ باز در رؤیائے برہان شاہ جناب رسالت مآبؐ را و فرمودن آں جناب کہ
فرزند تو شفا یافت و بگفتہ طاہر عمل کن از تاریخ فرشتہ منقول فرمودہ بودند یعنی طاہر قمی
کی حکایت برہان شاہ کے ساتھ کہ انھوں نے اس بادشاہ کو مذہب امامیہ کی دعوت دی تھی
اور اسکے پسر کے شفا کو اس پر معلق کیا تھا کہ مذہب ائمہ اثناعشر کو قبول کرے جسکے بعد برہان
شاہ نے جناب رسالت مآبؐ کو خواب میں دیکھا اور آنحضرتؐ نے برہان شاہ سے فرمایا کہ تیرا
فرزند اچھا ہو گیا اور طاہر کے کہنے پر عمل کر۔ حضور نے تاریخ فرشتہ سے نقل فرمایا تھا (فتاوی
عزیزی جلد اول ص...) اسکے سمجھانے اور مذہب اہلسنت کے بچانے کے لئے شاہ صاحب
نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر سب بیکار۔ اسکے شروع میں لکھا ہے "جواب اول برہان
من ایں سوال و اشکال چند بار پیش فقیر آمدہ و در جواب آں تحریرات چند واقع شدہ کہ
ایں وقت در حافظہ فقیر است و نہ منقول پیش فقیر ماندہ۔ یعنی یہ سوال اور اعتراض چند مرتبہ
میرے پاس آیا اور اسکے جواب میں کئی تحریریں ہوئیں مگر اس وقت وہ نہ میرے حافظہ
میں ہیں نہ انکی نقل موجود ہے (ص۱۶۲) غرض جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی اس واقعہ
سے انکار نہیں کیا بلکہ اس کو تسلیم کر کے اپنی کتاب میں درج فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ
جناب شاہ طاہر علیہ الرحمہ نے صرف اپنے مذہب کی حقیقت کا جلوہ اس بادشاہ کو دکھایا۔ نہ بیب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پر اعتراض نہیں کیا کسی کی رد میں کوئی تصنیف نہیں لکھی۔ کسی مذہب پر طعن اور اعتراضات کو پسند نہیں فرمایا۔ ہاں جب کسی علمائے شیعہ کو مجبور کیا تو وہ اس سے عاجز بھی نہیں رہا ہے چنانچہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے شیعوں کی ترقی دیکھکر خود ہی کتاب تحفہ اثنا عشریہ لکھی جیسا کچھ وہ تحریر فرماتے ہیں "صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے" غرض تحریر اس رسالہ اور موجودہ اس مقالہ سے یہ کہ ہمارے زمانہ اور شہروں میں بالفعل مذہب شیعہ یہاں تک مروج ہو گیا اور پھیل گیا ہے کہ بہت کم گھر ہونگے جنھیں دو ایک آدمی مذہب شیعہ کے ہو گئے ہوں اور اسی مذہب کی طرف راغب ہوں" (ہدیہ مجیدیہ۔ اردو ترجمہ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳) جس سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب نے شیعوں کی کسی کتاب کے جواب میں یہ کتاب نہیں لکھی بلکہ شیعوں کی ترقی دیکھکر خود ہی بطور حملہ اس کتاب کو لکھا۔ الحمدللہ کہ اس کتاب کے بکثرت جواب لکھے گئے اور ہزاروں اوراق کے علمی و دینی تحقیقات آنکی وجہ سے جمع ہو گئیں۔ اسی طرح جناب مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نے کتاب منتہی الکلام لکھی تو اسکے جواب میں کتاب مستطاب استقصاء الافحام لکھی گئی۔ جناب قاضی احتشام الدین صاحب مراد آبادی نے نصیحۃ الشیعہ لکھی تو اسکے جواب میں انتصار الشریعہ اور روشنی لکھی گئی جناب نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خاں صاحب نے آیات بینات لکھی تو اس کا جواب بھی معجزات و آیات محکمات میں دیا گیا۔ مولوی عبدالحلیم صاحب شرر نے ناول سکینہ بنت الحسین لکھا تو اسکے جواب میں جواب شرر شایع کیا گیا۔ مولوی عبدالشکور صاحب نے اخبار النجم لکھنؤ سے نکالا مجبوراً اس کے جواب میں کھجوا سے رسالہ الشمس جاری کیا گیا۔ اسی سلسلہ میں جناب مولوی حاجی ثناء اللہ صاحب امرتسری اڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر بھی خود پنجاب و صوبہ متحدہ کا سفر طے کر کے صوبہ بہار میں تشریف لائے اور پٹنہ کے مشہور مدرسہ سلیمانیہ میں ہوئے کہ جناب عالم جلیل و محقق نبیل مولانا حکیم سید فرمان علی صاحب مرحوم مدرس اعلیٰ سے زبانی مناظرہ کیا۔ پھر دونوں صاحبوں میں تحریری مناظرہ ہونے لگا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار اہلحدیث میں اعتراض کرتے اور جناب مولانا مرحوم رسالہ اصلاح کھجوا سے اس کا جواب دیتے تھے۔

جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۷ ہجری سے ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۲ ہجری تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بعد کو مولانا مرحوم نے خود ارادہ کیا تھا کہ ان تحریروں کو کتابی صورت میں شایع کر دیں تاکہ سب ایک جلد میں ہوں چنانچہ اپنے مترجم قرآن مجید میں اپنے اس رسالہ کا حوالہ بھی بعض جگہ دیا ہے۔ مگر ہزار افسوس موت نے مہلت نہ دی اور آپ نے جلدی انتقال کیا جس سے شیعی دنیا کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔

چونکہ یہ کل مضامین علمی اور دینی تحقیقات میں اپنی آپ نظیر بلکہ قیمتی ذخیرہ ہیں اس وجہ سے اب ادارہ تحقیق کھجوا ان سب کو شایع کرنا اور اس کا نام مثل سابق الولی رکھکر مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

مختصر حالات مصنف مرحوم

جناب مولانا حکیم سید فرمان علی صاحب مرحوم موضع چندن پٹی ضلع دربھنگہ (صوبہ بہار) کے باشندے تھے ابتدائی کتابیں اپنے اطراف میں پڑھکر لکھنؤ تشریف لے گئے۔ وہاں کئی سال تک باقاعدہ اور خاص انہماک سے مشغول تحصیل علم رہے۔ آپ کو علمی اشاعت کا اس قدر شوق اور تحصیل علم دین کرنے والوں کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ اپنے زمانہ طالب العلمی میں [illegible] بھی چھوٹے لڑکوں کی خدمات انکی ماؤں کی طرح انجام دیتے تھے اور پھر انکو [illegible] سے پڑھایا کرتے۔ جناب حجۃ الاسلام مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ و جناب حجۃ الاسلام مولانا السید ظہور حسین صاحب قبلہ دام اقبالہما و جناب حجۃ الاسلام مولانا السید محمد باقر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ سے بہت دنوں تک تکمیل علوم دینیات کر کے اور مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ کی آخری سند ممتاز الافاضل سے مشرف ہو کر اپنے وطن تشریف لائے جس کے قریب مظفرپور میں مطب شروع کیا۔ یہاں بھی آپکا سلسلہ تعلیم و تدریس جاری رہا بہت سے اہلسنت علماء بھی آپ سے علوم دینیہ اور علم طب حاصل کرتے رہے اور جس نے پڑھا اسکے دل پر آپکا سکہ بیٹھ گیا۔ پھر پٹنہ کا مشہور مدرسہ سلیمانیہ قائم ہوا تو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ اسکے مدرس اعلےٰ مقرر کیے گئے جس کو آپ نے اپنی خداداد قابلیت اور غیر معمولی مساعی جمیلہ سے کالج کے درجہ تک پہونچا دیا۔ تمام اطراف کے طلبہ اس طرف کھنچنے لگے۔ غرض مدرسہ کو آپ کے زمانہ میں نہایت ترقی ہوئی۔ اسی زمانہ میں آپکی کوششوں سے آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اجلاس بھی پٹنہ میں ہوا۔ تعلیم دینیات میں آپ نے مفید رسالوں کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ چنانچہ دینیات کی پہلی۔ دوسری۔ تیسری اور عربی کی الصرف، النحو۔ اب تک رائج ہیں۔ قرآن مجید کا نہایت سلیس اردو ترجمہ بھی لکھا جو کئی مرتبہ چھپ چکا۔ زبانی مناظرہ بھی کئی دفعہ کیا ان میں ایک وہ جو جناب شیر پنجاب مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث امرتسر سے پٹنہ میں ہوا۔ دوسرا وہ جسکے لئے آپ باقاعدہ نجف میں طلب کیے گئے زیادہ مشہور اور بڑے عظیم الشان ہوئے۔ اور دونوں میں آپ کو فتح کی کامیابی حاصل ہوئی۔ آپ سے قوم کی بکثرت دینی۔ علمی اور قومی امیدیں وابستہ تھیں مگر افسوس اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ آپ نے ۱۲ رجب ۱۳۴۳ھ کو انتقال کیا جس سے وہ سب تمنائیں زیر زمین دفن ہو گئیں۔ ممدوح نے صرف چھ ماہ میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ جس طرح آپ نے علم اچھا پایا تھا عمل میں بھی بہت عالی ہمت اور جفاکش تھے۔ مدرسہ کے علاوہ جو وقت ملتا وہ بھی تعلیم، تصنیف و تالیف اور اشاعت دین میں صرف کرتے تھے۔ طلبہ کو تو اپنی خاص اولاد سمجھتے۔ اپنا مال کثیر راہ خدا میں صرف کر دیتے اور اپنی ظاہری عزت کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرکے بے تکلف خوشحال ہو نشیں بھی ان کا انتظام کر دیتے۔ ایسے باعمل علماء سے زمانہ خالی ہوتا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت غالباً سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں ہوئی تھی۔ آپکے انتقال کی تاریخ جناب صفی لکھنوی کے اس شعر سے نکلتی ہے:

ہم نے جب کوہ کنی کی تو یہ نکلی تاریخ + ایک انجمن کو ہے حافظ قرآں محتاج۔

اس کا مکمل نتیجہ تو سنہ ۱۹۲۴ء سال وفات نکلتا ہے۔ جناب مرحوم نے جناب سیدہ کی مفصل سوانح عمری بھی لکھی تھی۔ اگر جناب مرحوم کے اعزہ اس کا مسودہ تلاش کرکے طباعت کرا دیں تو ایک قیمتی ذخیرہ ہو سکتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی راستبازی

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمہیں منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا

سفر کی بائیسویں تاریخ ہے اور شام کا وقت ہے اور میں دریا کنارے گلزار باغ جہاز اسٹیشن پر اپنے ایک خاص عزیز کو (جو حج سے واپس آئے تھے) رخصت کرنے کی غرض سے گیا ہوں وہاں سے پلٹتا ہوں اور سات بجنے کے بعد مدرسہ کے احاطہ میں پہونچتا ہوں اور یہ خبر معلوم ہوتی ہے کہ نواب امجد صاحب رئیس گلزار باغ پٹنہ تشریف لائے ہیں اور ان کے علاوہ چند حضرات اور بھی آئے ہوئے ہیں یہ سنکر میں اپنے قیام گاہ پر آتا ہوں اور اپنے معزز دوست مولانا سید سبط حسن صاحب کو جو ایک روز قبل سے تشریف رکھتے ہیں اور نواب صاحب موصوف اور اپنے خاص دوست سید محمد اسحاق صاحب اور پانچ اجنبی آدمیوں کو اپنے کمرے میں موجود پاتا ہوں۔ میں بیٹھتا ہوں اور بیٹھتے ہی مذہبی بحث چھڑ جاتی ہے (جس کو یہ بندہ عرض کرے گا) مجھے اس تحریر سے بحث کرنی منظور ہے نہ جھگڑا بلکہ صرف اتنا دکھانا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث اس واقعہ کے بیان کرنے میں کہاں تک سچے ہیں اور اس کی تصدیق انکے ساتھی حضرات سے بھی چاہتا ہوں اور اسکے بعد پھر موقع موقع پر ایک ایک بات عرض کرتا جاؤں گا۔

یہ واقعہ جس دن کا ہے اسی دن مجھ سے احباب نے اصرار کیا تھا کہ تم اس واقعہ کو من وعن لکھ کر شائع کر دو مگر میں نے عمداً اس سے پہلو تہی کی تھی اور اس کو معمولی بات ناقابل اعتنا سمجھ کر ٹال دیا تھا گو یہ نہ سمجھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب واسطہ حق سے کنارہ کشی میں مشتاق ہیں کہ دو روز کے واقعہ کو کوئی کیوں یاد رکھے گا جس سے مجھے اسکا بھی یقین ہو گیا کہ ان کے پیغمبر اول نے اگر خم غدیر کے واقعہ کو دو ڈھائی مہینے کے اندر بعد ہی بھلا دیا اور اس کو جھٹلا دیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ تو ان حضرات کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آج تیرہویں ربیع الاول روز شنبہ کو اہلحدیث کا پرچہ نظر پڑا جس میں "میر اسغر" کی سرخی سے ظفر آباد پٹنہ کی حالت لکھتے ہیں جو اس وقت کو تحریر فرماتے ہیں۔ مجھے صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کی راستگوئی دکھانا ہے اور یہ بھی دکھلانا ہے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ کی چھیڑ کیونکر نکالتے ہیں۔ میں اون حضرات اہل تشیع سے بھی اونکے اقوال کا داد طلب ہوں جو بیدھڑک فرمایا کرتے ہیں کہ اصلاح و شیعہ خواہ مخواہ کی چھیڑ نکالتے ہیں جس سے جھگڑوں کی ابتدا ہوتی ہے حالانکہ انکی خبر نہیں کہ شیعہ کبھی اپنی طرف سے ابتدا نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ ان حضرات اہلسنت کے اعتراضات اور بیہودہ سرائیوں کا جواب دیتے ہیں شیعوں کی طرف سے نہ کبھی جھگڑے کی ابتدا ہوتی ہے نہ ہوگی مگر بات تو یہ ہے کہ شیر ہزار [illegible] رہتے ہیں کو جو شیر سے رہتے ٹھنڈے ٹھنڈے چلے مگر جو بچھو اور سینگنے والے جانور خیر چھیڑنے آئیں تو اور جہر شیر کو بچھو کچھ چشم نمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو شوق ہے تو بسم اللہ میدان عمل میں تقریراً یا تحریراً جسطرح چاہیں مناظرہ کریں اور میں اسی آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ سے خلافت بلا فصل علی ابن ابیطالب کو ثابت کردونگا اور اس وقت میں بتا دونگا جس طرح اس دن شب کو میدان چھوڑ بھاگ رہا اور مولوی صاحب وقت کی تنگی اور اپنی خستگی کا گرم پانی پینے پر بھی عذر پیش کرتے ہوئے نظر آئے اور ایسے محترم بزرگ مولوی سبط حسن صاحب جن سے مولوی فاضل کے امتحان میں بدرجہا افضل و اعلیٰ تھے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا نمبر مجہول تھا اور انکا پانچ دن اپنے کھسیانے پن میں وہ آموز کہتے تھے ع یا عقل و دانش بباید گریست اور میں ہر چند روکتا رہا کہ مولوی صاحب ابھی تشریف رکھئے ابھی تو آپ نے باتیں ہی کیا کی ہیں مگر مولوی صاحب نے چونکہ اتنی ہی دیر کی تقریر میں سمجھ لیا تھا کہ یہ زمین جائے ٹھہرنے کی نہیں ہے نہ مانا اور چلتے پھرتے نظر آئے اسکے بعد اپنی خجالت مٹانے کے واسطے آپ نے اپنے اخبار میں یوں گوہر فشانی کی ہے۔ مگر مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہئے کہ گذشتہ کے بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد ع اب پچھتائے کا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

پہلے میں مولوی صاحب کے جملوں کو نقل کرکے اون کی راستبازی اور صدق بیانی کی داد دیتا ہوں اور اسکے بعد جو تقریر میں نے وہاں کی تھی بعینہ عرض کرونگا مگر قبل اسکے اتنا بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی صاحب کو میرے پاس تشریف لانے کا اتفاق کیا ہوا۔ اسکی وجہ بیان کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو میری تقریر کا زیادہ لطف آئیگا وہ یہ ہے کہ مولوی عبد الہادی صاحب جو غالباً موسی ہاری کے مدرسہ کے مدرس ہیں ایک مرتبہ اوس اسٹیشن پر جو پٹنہ شہر کی آبادی سے الگ ہٹ جاتا ہے اور میں بقصد مظفر پور آیا تھا وہ میرا ہمسفر ہوا تھا اور مجھ سے ایک دیگر شخص سے تبرا کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ بطور منقولات کرتے ہوئے درمیان میں پڑے اور مجھ سے باتیں ہونے لگیں اور اس تقریر میں بجائے خفیف بنکر چلے گئے کہ مجھ سے میرے قیام کا پتہ دریافت کیا تھا اب اتنے عرصہ کے بعد جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے خیال میں ایک بڑا آدمی سمجھے تو اپنی خجالت مٹانے کے واسطے اپنا پشت پناہ بنا کر لے آئے مگر افسوس یہ پشت پناہ بھی کام نہ آئے اب اونکے جملوں کا اور اونکی صدق بیانی کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

طبیعت کو شوق ہوا کہ پٹنہ کے مشہور مدرسہ سلیمانیہ میں جاکر شیعہ علماء سے ملیں۔ شوق ذوق نہیں ہوا مولوی عبد الہادی صاحب آپکو ابھار کر اپنی خجالت مٹانے کے لئے لائے تھے۔ [illegible] تمنا بر آئی۔

جناب مولوی عبد السلام صاحب و عبد الہادی صاحب بعد مغرب مدرسہ ممدوحہ میں پہونچے سبحان اللہ [illegible] کی نسبت [illegible] حافظ کا حال ہے تو تیرہ سو برس کے [illegible] معلوم نہیں کب کیا کرتے ہو حضرت ایکے ساتھ چار بزرگ تھے اب یاد آیا جب مدرسہ کے مدرس اعلیٰ مولوی [illegible] صاحب (زبان علی) کے پاس مولوی سبط حسن صاحب موجود تھے۔ کیا کہنا ہے اس راست گوئی کے صدقے۔ اگر کہئے تو ایک آیت پڑھ دوں جواب سمجھ گئے ہونگے میں اس وقت کہاں موجود تھا اس وقت تو میں اور [illegible] صاحب اور مولوی سبط حسن صاحب اور سید محمود صحافی صاحب وہاں موجود تھے معمولی مزاج پرسی کے بعد میں نے گفتگو شروع کردی۔ یہ بھی [illegible]

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مولوی فرمان علی صاحب نے جواب میں قرآن مجید کو مدار کار مانا اور آیہ انما ولیکم اللہ الخ پڑھی۔ اسمیں بھی آپ کچھ نہ کچھ جھوٹ بول ہی گئے یعنی ہرگز مدار کار نہیں مانا تھا بلکہ اگر یہ کہئے تو صحیح ہے کہ میں نے آپکے قول کو تسلیم کر لیا تھا اور کوئی نقض وارد نہیں کیا تھا اور آپ ہی کے قول کی بنا پر اثبات خلافت میں یہ آیت پیش کی تھی۔

اور آپ کی فرمائش سے وجہ استدلال اور شان نزول بھی بیان کر دیا تھا۔

فرمایا اگر اسمیں ذکر ہے کہ جو لوگ کہ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں وہ تمہارے ولی ہیں

میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ میں نے جو وجہ استدلال اور شان نزول بیان کیا تھا اور جس عنوان کا ترجمہ کیا تھا وہ سب تو آپ کھا گئے اور صرف ایک جملہ اپنی طرف سے میرے نام سے گڑھ کر لکھ مارا۔

شیعہ سنی دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے انگوٹھی سائل کو دی تھی میں نے کہا سنیوں کا نام تو نہ لیجئے وہ تو اس روایت کو موضوع (جھوٹی) بتلاتے ہیں دیکھئے آپ بھی کس قدر سچے ہیں کوئی جملہ بھی پورا اور سچ نہیں ہوتے۔ میں نے تو صرف علامہ ابن تیمیہ کا نام لیا تھا کہ وہ اس روایت کو موضوع بتلاتے ہیں اور آج آپ فرماتے ہیں کہ سنیوں کا تو نام لیا جس طرح آپ اس نقل میں سچے ہیں اسی طرح آپ اپنے قول میں بھی سچے ہیں۔ اگر آپ میدان مناظرہ میں تشریف لائیے گا تو میں بتا دونگا کہ کتنے سنی اس کے قائل ہیں ملاحظہ ہو منہاج السنۃ آپ اب فرماتے ہیں جس کے جواب میں میں عرض کرونگا کہ بقول خود با بد زد او سوقت تو آپکے کا نام ایک حرف بھی اپنی زبان پر جاری نہ کیا تھا۔

اسپر بھی اگر نہ مانتے تو میں پھر کوئی آیت پڑھوں گا۔

علاوہ اس کے آیت جملہ اسمیہ ہے جو وقت نزول سے انتہا مدت تک اپنا حکم دیتا ہے۔ پس آیۃ کے معنی (حسب قول شیعہ) یہ ہونگے کہ وقت نزول آیت حضرت علی خلیفہ تھے حالانکہ اوس وقت جناب رسولؐ زندہ تھے اور خلافت کے مفہوم میں بعدیت یا خود

جملہ اسمیہ والا جملہ تو آپنے بیشک فرمایا تھا اور شاید آپ عمر بھر میں یہی ایک سچ بولے۔

وغیرہ کیسی۔ صاحب سلامت تو البتہ ضرور ہوئی تھی۔ اور کچھ بھی نہیں۔

شیعہ سنی میں مشترک ماہیت اور متفق علیہ کتاب قرآن مجید ہے۔ ہاں جناب تو سچ کہا آپ نے۔ واقعی اپنی تقریر میں میں نے شیعہ سنی کی مشترک ماہیت قرآن مجید کو قرار دیا تھا اور اب بھی آپ اسی پر واقف ہوئے ہیں شیعہ سنی کے مصداق خواہ اشخاص ہوں یا مذہب مگر قرآن مجید ان دونوں میں سے کسی کی ماہیت مشترکہ نہیں ہو سکتی یہ آپکی علمی منطق ہے جس پر آپکے ساتھی مولوی صاحبان نے آپکی منطقیت پر کمال حیرانی اور سرور ظاہر کیا تھا۔ اور آپکو اہلحدیث کا کتنا معقولی مانا تھا۔ اب ہم بھی آپکی منطقیت پر صاد کرتے ہیں آپنے اتنی چالاکی تو ضرور کی ہے کہ اوس وقت شیعہ سنی کی مشترک ماہیت فرمایا تھا اور اب شیعہ سنی میں مشترک ماہیت فرماتے ہیں مگر یہ چالاکی کچھ کام نہ آسکی

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ کہ عنقا را بلند است آشیانہ

جب آپ کیا معقولی ایسے ہیں تو معلوم نہیں دوسرے کیسے ہوں گے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

آپ نے یہ ضرور کہا تھا اور مولوی سبط حسن صاحب نے اسپر تعرض بھی کیا تھا اور میں نے اسکو سبقت لسانی پر محمول کر کے اس کے تعرض کرنا نامناسب سمجھا تھا اور مولوی صاحب کو باز رکھا تھا۔

مناسب ہے کہ شیعہ سنی کے مسائل اختلافیہ کا فیصلہ اسی کتاب (قرآن مجید) سے ہو جائے

سبحان اللہ آپ بھی کس قدر سچ بولتے ہیں حضرت اتنا جلد بھول گئے یا عمدا آپنے اپنی مصلحت کے واسطے باقی کو قلم انداز کر دیا۔ جناب من آپنے یہ فرمایا تھا کہ شیعہ سنی میں اختلاف صرف مسئلہ خلافت میں ہے اور اسکو قرآن ہی سے فیصل ہونا چاہئے جس پر میں نے تعرض بھی کیا تھا کہ ما بہ الاختلاف صرف خلافت نہیں ہے بلکہ توحید سے لیکر قیامت تک بہت سے مسائل میں اختلاف ہے مگر آپ تو اخفاء حق پر شائق ہیں آخر یہاں بھی وہی کر گزرے کیا کیجئے گا۔ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں۔ مگر آپ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا تھا کہ وقت نزول آیت کے حضرت علی خلیفہ تھے۔ آپ نے جو کچھ کہا تھا یہ میں بعد کو عرض کرتا ہوں۔

اس تقریر کو ذرا منطقی طریقے سے ادا کیا۔ کیونکہ ہوا آپ بھی کچھ منطقی مولوی فاضل پاس کر چکے اور وہ بھی چودہ تیرہ برس پر پھر آپ کے منطقی ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ جب ہی تو آپ نے مولوی گلجان کے نزدیک یکتا منطقی قرار پائے اور شیعہ سنی کی مشترکہ انجمن قرآن کو قرار دیجئے۔

تو مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ ہاں اُس وقت بھی واجب الاتباع تھے۔ بیشک میں نے یہ جملہ ضرور کہا تھا مگر اس کے ساتھ کچھ اور کہا تھا یا نہیں اور جو آپ نے اپنی نیک نیتی اور دیانت سے قلم انداز کر دیا۔ آپ تو ضرور فقط لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہوں گے اور انتم سکاریٰ کو غائب۔

میں نے کہا کیا بحیثیت خلافت کے واجب الاتباع تھے؟ کیا خلیفہ من حیث الخلیفہ از نصب اور بعد از عزل بھی واجب الاتباع ہوتا ہے؟ مولوی صاحب آپ نے جو جواب دیا میں ماشاء اللہ اچھا لکھ دیا کیا ہے حیثیت کی قید تو مولوی سبط حسن صاحب کی سوجھائی ہوئی آپ کو سوجھی تھی۔ تقریر کے وقت تو ہرگز یہ الفاظ آپ کی زبان سے نکلے تھے اور اگر میرے کہنے میں کچھ شک ہو تو میں پھر وہی آیت پڑھوں گا جس میں کچھ جھوٹوں کی مع خوانی ہے۔

مولوی صاحب نے کہا ہاں ہوا ہوگا۔ سبحان اللہ میں نے یہی کہا تھا افسوس کہ آپ نے دو آیہ پڑھوں مگر فضل خدا سے آپ اپنی عادت سے باز نہ آئیں گے۔ ع ہمیں شیر تنہا بس رحمت خدا کی۔

مگر جھوٹ دوسرے مولوی صاحب (سبط حسن) نے اُن کی تلقین یا تائید کی۔ ماشاء اللہ آپ کا قلم ہے یا کیا کہ کسی جگہ قرار ہی نہیں لیتا جھوٹ کا طوفان ہے کہ امڈا آتا ہے۔ مگر آپ ایسے غیرت دار ہیں کہ ڈوب بھی نہیں مرتے۔ مولوی صاحب نے نہ تلقین کی تھی نہ تائید اور نہ جھوٹ سے یہ علم ہم لوگوں کی طولانی تقریر کے بعد یہ البتہ کہا تھا جس کو آپ نے تو

نقل کرتے ہیں کہ مان لیجئے "دروغ گو را حافظہ نباشد" آپ ہی کے واسطے موضوع ہوا ہے۔

جو کہ آپ (مولوی فرمان علی صاحب) مان لیجئے کہ بعد از عزل خلیفہ بحیثیت خلافت واجب الاتباع نہیں رہتا مگر بحیثیت ولایت رہ سکتا ہے۔ اس میں بھی آپ اپنی راست گفتاری سے باز نہ آئے۔ مولوی سبط حسن صاحب نے یہ البتہ ضرور کہا تھا ان عزل الخلیفۃ فاتباعہ لیس بواجب من حیث الخلافۃ آپ نے اس جملہ شرطیہ کو سالبہ جزئیہ بنا دیا کیونکہ وہ جو آپ منطقی بھی تھے ہیں اور یہ اعلیٰ درجہ میں خلافت و عزل کو ملا کر سمجھ لیجئے کیا اس کا یہ مطلب بالکل صاف ہے معلوم ہوا کہ ولایت و خلافت دو جدا جدا مفہوم ہیں۔ ہاں بے شک آپ نے یہ کہا تھا مگر مجھے حیرت ہے کہ آپ سچ کو کیونکر دل لے بیٹھے۔ ہاں صحیح تو ہے النادر کالمعدوم

مولوی سبط حسن صاحب نے تسلیم کیا کہ ہاں ولایت عام ہے۔ یہاں بھی آپ وہی چال چلے لا تقربوا الصلوٰۃ کو پڑھا اور وانتم سکاریٰ کو چھوڑا۔ مولوی سبط حسن صاحب نے یہ بھی کہا تھا۔ مگر مصداقاً دونوں ایک ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ بھی کیا لن ترانی ہے اس وقت تو یہ سب آپ نے کچھ بھی نہیں کہا تھا اور اس کے جواب میں بہ کلمہ خود یا بعد ازاں عرض کروں گا۔

اس پر دونوں صاحب کھسیانے ہوئے تو ہم نے سلام عرض کر کے رخصت حاصل کی۔ یہ دو آپ کا دل ہی جانتا ہوگا جیسے کھسیانے ہو کے اٹھے تھے۔ آپ جو فرمائیے

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

دوسرے روز دونوں صاحب بہ اخلاقی جرأت سے ملاقات و بازدید کو جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ بازدید کو تو خیر گیا ہی تھا مگر یہ بھی مقصود تھا کہ وقوع گورا آباد بر باید رسانید۔ مگر افسوس آپ جلسے میں تھے اور مجھے ان کے پہلے سے خبر نہ تھی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جسکے لئے ہم اونکے مشکور ہیں۔ اہا ہا ہا آپ نے مشکور کا لفظ کس موقع سے صرف
کیا ہے یہ بھی آپ کی عربیت کی دلیل ہے۔

اب ناظرین سنیں کہ مجھ سے اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے کیا باتیں ہوئیں آتا تو
آپ سن چکے کہ جب یہ حضرات آئے ہیں تو میں موجود نہ تھا جب میں آیا تو یوں سلسلہ
کلام شروع ہوا۔

نواب ابو صاحب (مجھے دیکھکر) لیجئے یہ خود آگئے سب حضرات نے میری عزت
افزائی کی تعظیم کو اُٹھے میں بھی سلام کرکے بیٹھ گیا۔

مولوی عبد الہادی صاحب (جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی خیالات مناظرہ کے
واسطے لائے تھے میری طرف مخاطب ہوکر) آپ مجھے تو پہچانتے ہونگے۔

میں۔ اچھی طرح تو نہیں پہچانتا۔

مولوی عبد الہادی صاحب۔ آپ سے مجھ سے جہاز پر ملاقات ہوئی تھی

میں۔ ہاں ہاں یاد آیا۔ بیشک میں نے پہچانا۔ اس کے بعد دو تین منٹ تک کچھ
باتیں پان وغیرہ کے متعلق ہوئیں اس کے بعد

مولوی ثناء اللہ صاحب (لاہوری) میں اس وقت تک ان سے واقف نہیں ہوں
میں نے آپکی تعریف بہت سنی ہے اور آپکے علم و فضل کا بہت شہرہ ہے۔

میں۔ میں تو کسی قابل نہیں ایک طالب العلم ہوں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ خیر اس وقت اسلئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ علمی باتیں کروں۔

میں۔ بسم اللہ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اسمیں شک نہیں کہ شیعہ سنی میں ماہیت مشترکہ قرآن ہے۔

مولوی سبط حسن صاحب۔ ایں یہ ماہیت مشترکہ کیسی۔

میں۔ خیر جانے دیجئے یہ کوئی بات نہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ جناب یہ دائرہ مناظرہ کے خلاف ہے آپ ایک صاحب

گفتگو کریں۔ میں آپ سے مخاطب ہوں آپ ہی جواب دیں۔

میں۔ اچھا جناب آپ فرمائیے میں ہی جواب دونگا۔ آپ نہ بولیں گے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ میں ثابت کردوں گا کہ ماہیت مشترکہ کہنے
میں کوئی مضائقہ نہیں۔

میں۔ خیر آپ ثابت کیجئے گا۔ یہ کوئی تو غرض کی بات نہیں ہے۔ آپ کو جو
فرمانا ہے فرمائیے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تمام فرق اسلام قرآن کو اپنا مستمسک
قرار دیتے ہیں اور اس میں تمام احکام موجود ہیں

میں۔ مستمسک تو قرار دیتے ہیں اور تمام احکام بھی ہوں مگر سب صراحتاً
نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے اجمالاً اور بہت سے کنایتہً۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اور شیعہ سنی میں مابہ الاختلاف صرف مسئلہ
امامت ہے۔

میں۔ صرف مسئلہ خلافت ہی مابہ الاختلاف نہیں ہے بلکہ من التوحید الی المعاد
بہت سے مسائل میں اختلاف ہے۔

مولوی سبط حسن صاحب (مجھ سے) خیر اس وقت مان لیجئے کہ اسی
میں اختلاف ہے۔

میں۔ اچھا جناب بہتر ہے فرمائیے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی آیت ثبوت خلافت
بلا فصل میں پیش کیجئے

میں۔ اہل تشیع ثبوت خلافت بلا فصل علی ابن ابیطالبؑ میں بہت سی آیتیں
رکھتے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک آیۃ یہ ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ اس آیۃ کا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ترجمہ تو آپ جانتے ہی ہیں ۔ شانِ نزول میں بھی غالباً آپ کو اختلاف نہ ہو ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ آپ بیان فرمائے ۔

میں ۔ ترجمہ تو یہ ہے ۔ تمہارا حاکم اور سرپرست صرف خدا اور اسکا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور نماز کو برپا رکھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں ۔

شانِ نزول میں سبکے قریب قریب کل مفسرین کا اتفاق ہے کہ علی ابن ابیطالب کی شان میں نازل ہوا ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ یہ تو غلط ہے ۔ ہم اہلحدیث کے بڑے بزرگ علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے کہ یہ آیۃ علی ابن ابیطالب کی شان میں نازل ہوئی ۔ جناب وجہ استدلال بیان کیجئے ۔

میں ۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ خدا وند عالم نے اس آیۃ میں حکومت کو اپنی ذات اور اپنے رسول اور ان ایمان داروں میں جو حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے منحصر فرمایا ہے اور ان ایمان داروں سے مراد بالقول مفسرین علی ابن ابیطالب ہیں ۔ پس حاکم ہم لوگوں کے صرف یہی تین قرار پائے ۔ اول خدا ۔ دوسرے رسول ۔ تیسرے علی ابن ابیطالب ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ جملہ اسمیہ ہے ۔

میں ۔ ہاں ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ اور جملہ اسمیہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہے ۔

میں ۔ اچھا پھر (حالانکہ یہ بجائے خود یہ بھی مسلم نہیں)

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ تو ثابت ہوا کہ علی ابن ابیطالب وقت نزول سے الی ابدالآباد واجب الاتباع تھے ۔

میں ۔ ہاں ۔ یقیناً ۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس سے بھی قبل سے واجب الاتباع

تھے پھر اس میں خرابی کیا لازم آتی ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ پھر اس سے خلافت ثابت نہیں ہوئی جس کا آپ نے دعویٰ کیا تھا کیونکہ اس کے مفہوم میں بعدیت ماخوذ ہے ۔

میں ۔ ضرور خلافت ہی ثابت ہے ۔ مگر ہاں بات یہ ہے کہ میری اور آپکی اصطلاح میں فرق ہے ۔ تو بہتر ہے کہ پہلے خلافت کے معنی طے ہو جائیں ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ تو بہتر بیان کیجئے ۔

میں ۔ آپ کے ہاں خلافت کے معنی یہ ہیں کہ رسول کے بعد چند اشخاص کا اجماع کر کے کسی کو خلیفہ رسول بنا لینا اور میرے خیال میں یہ صحیح نہیں بلکہ خلافت کے معنی یہ ہیں کہ وہ ریاست عامہ جو بندوں کے امور معاش و معاد کی اصلاح کے واسطے منجانب اللہ رسول کی جانشینی سے حاصل ہو ۔

اور اسکی نفاذ پورا پورا عام طور پر اگرچہ رسول کے بعد ہوتا ہے مگر اسکے قبل بھی خلیفہ واجب الاتباع ہے مگر رسول کی موجودگی کی وجہ سے اوسکو اپنے احکام جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ اور اوسکی حالت بعینہٖ کسی بادشاہ کے ولیعہد کی ہوتی ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ تو ہم یہاں ایک جملہ شرطیہ بناتے ہیں ان کان الخلیفۃ [illegible] لیس بواجب صحیح ہے یا نہیں (مگر ثناء اللہ ہونے میں عربی برابر سیفہ [illegible] بولتے رہے)

میں ۔ صحیح نہیں ہے ۔ اسکا مقدم و تالی دونوں غلط ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ کیا شرطیہ کی صحت میں مقدم و تالی کے صحت کی ضرورت ہے تو پھر قضیہ لو کان للہ ولد فانا اول العابدین بھی غلط ہوگا ۔

میں ۔ نہیں ۔ مقدم و تالی کے صحت کی ضرورت نہیں بلکہ بین المقدم والتالی ایک علاقہ تامہ جو تلازم پر دلالت کرے ضرور ہونا چاہیے اور بغیر اسکے شرطیہ صحیح نہیں ہو سکتا اور یہاں نہ مقدم و تالی صحیح ہے نہ دونوں میں علاقہ صحیحہ ہے ۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

میری اتنی تقریر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے بات نہیں کی جاتی آواز نہیں نکلتی تھوڑا پانی پلائیے۔ جب پانی دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں گرم پانی پیونگا۔ غرض پانی گرم ہو کر آیا اور آپ نے نوش کیا اور اتنی دیر میں کچھ سوچ سا کر جواب پھر تیار ہوئے اور فرمایا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب تو کیا خلیفہ بعد العزل بھی واجب الاتباع ہوگا۔

میں ۔ یقیناً۔ کیونکہ ہماری آپکی اصطلاح میں فرق ہے۔ پہلے ہی عرض کر چکا کہ خلیفہ منصوص من اللہ ہوتا ہے پھر آدمیوں سے کسی طرح کے عزل و نصب کا اختیار نہیں اسی بنا پر خلیفہ کا معزول ہونا محال اور جب مقدم محال ہوا تو بنا بر قاعدہ کلیہ المحال یستلزم المحال دوسرے محال کو بھی مستلزم ہوگا۔

اس تقریر میں مجھ سے اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے کچھ دیر تک سلسلہ گفتگو رہا اور آپ نے پھر آواز کی خشکی کا عذر بار دیگر پیش کیا۔

مولوی سبط حسن صاحب ۔ (اجازت لیکر) میں دیکھتا ہوں کہ آپ دونوں حضرات ایک منطقی مسئلہ میں الجھے ہوئے ہیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ لہذا میں اس نزاع کو قطع کرنے کیواسطے عرض کرتا ہوں کہ آپ (میں) صحیح مان کر جواب دیجئے۔

میں ۔ میں کیوں مانوں۔ اگر غلط کہہ رہا ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب فرما دیں۔

مولوی سبط حسن صاحب ۔ اچھا صاحب آپ نہ مانئے میں اسے مان کر آپکی طرف سے جواب بتاتا ہوں۔ ہاں جناب سنئے۔ اچھا میں مانتا ہوں کہ یہ قضیہ صحیح ہے ان عزل الخلیفۃ فاتباعہ لیس بواجب من ہذہ الجہۃ واما من جہۃ الولایۃ فاتباعہ واجب (اور اس کو فی الجملہ بسط دیکر ثابت کیا)

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ تو اب میدان بالکل صاف ہے اور کل مقصود صاف نظر آتا ہے۔ جب یہ دونوں مفہوماً جداگانہ ہیں تو ولایت کے ثبوت سے خلافت کیونکر ثابت ہوگی۔

مولوی سبط حسن صاحب ۔ آپ کا کل مقصود صاف نہیں ہے۔ اسمیں بہت سے کانٹے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں اور عرض کر چکا۔ ولایت و خلافت دو جدا مفہوم ہیں دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ مفہوماً جدا ہوں تو ہوں مگر مصداقاً دونوں ایک ہی ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب (جب اس کا جواب تو بن نہ پڑا اور کھسیانے ہو کر بھاگنے کی تدبیریں کرنے لگے اور کھسیانے ہو کر بولے) آپ کے کل مقدمات بعض نظری نہیں بلکہ صریح البطلان ہیں اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ علمائے شیعہ کی یہ عادت ہے کہ علوم معانی و بیان وغیرہ پر نظر ڈال کر اوسکے قاعدہ سے گفتگو نہیں کرتے فقط ادھر ادھر کی زبانی باتیں کرتے ہیں (اس قسم کے الفاظ اور بھی بولے یہ آپکی تہذیب تھی)

میں ۔ یہ آداب مناظرہ کے بالکل خلاف ہے۔ تہذیب کے میدان سے باہر نہ جائیے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ یہی کیا خلاف تہذیب بات تھی یہ تو مناظرہ کی اصطلاح ہے

میں ۔ اصطلاح سہی۔ مگر انسانیت کوئی چیز ہے۔ زہر مار کرنے اور نوش فرمانے کے ایک ہی معنی ہیں مگر پھر بھی کتنا فرق ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ پھر میں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں۔

مولوی سبط حسن صاحب ۔ مجھ سے سیکھئے اور جیسے الفاظ میری زبان سے نکلتے ہیں اوسی طرح بولئے۔ اس قسم کی باتیں ہوتی تھیں کہ :

مولوی سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ شان نزول کے بارہ میں تو امام رازی نے بھی علی بن ابیطالب ہی کو لکھا ہے اور اس پر۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امام ایسے نہیں ہیں اگر امام نے لکھا ہو تو میں شیعہ ہونے کو تیار ہوں مگر اس پر بھی تو غور ہے۔ کوئی بات جملے دیے

نواب الو صاحب ۔ میرے خیال میں یہ بحث فضول ہے۔ اس کا کوئی نتیجہ نہیں

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ اہل علم کے پاس آ کر آخر علمی باتیں نہ ہوں تو کیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پتھر کی مسجد۔ مدرسہ۔

اسکے بعد آپ نے کھڑے کھڑے مصافحہ کیا اور تشریف لے گئے، اور تھیا سنی میں مولوی سبط حسن صاحب کو تو آموز کہتے گئے۔

یہ سچے واقعہ جو ہمارے اونکے درمیان گزرا اور جسکے بیان میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی راست گفتاری اور دیانت کی داد دی ہے۔

مجھے حیرت تو یہ ہے کہ اس مذہب کے جب اہل علم کی یہ حالت ہے تو اور لوگوں کی کیا حالت ہوگی ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

والسلام علی من اتبع الہدیٰ (فرمان علی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ)

اصلاح ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کو کذب و دروغ گوئی سے دوسروں کے لئے اس قدر نفرت ہے کہ ہر جلسہ میں آپ اپنے بھائیوں سے اس کا عہد لیتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولیں گے۔ یہاں تک کہ آپ نے جو اپنے والیر آ ہونے کا اعلان شایع کیا ہے اوس میں جھوٹ بولنے والے کو ۳۰ بیت (بید) تجویز کیا اور ان کی جلاوطنی کی سزا۔

لیکن خدا جانے اس قدر جھوٹ بولنے میں مشتاق ہیں کہ اپنے جھوٹ کو جھوٹ ہی نہیں جانتے۔

مولوی صاحب نے یہ سنکر تو کئی گھر اس کو نہ بتایا کہ آخر یہ آیۂ قرآنی صحیح ہے یا غلط بامعنی ہے یا بے معنی۔ کوئی مفہوم بھی ہے یا نہیں۔ جو خداوند عالم حصر کرکے فرماتا ہے کہ ولی تمہارا خدا اور رسول اور وہ لوگ ہیں جو اقامۂ صلوٰۃ کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں حالت رکوع میں۔

اگر یہ قرآنی آیہ ہے اور وہ کوئی معنی رکھتا ہے تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس پر ایمان لائے اور قبول کرے کہ ہمارے ولی یہی تین ہیں خدا اور رسولؐ اور وہ شخص جو حالت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

پولیٹیکل باتیں کروں۔ اچھا یہ ہے تو ہی سہی میں پولیٹیکل باتیں کرنے کو بھی تیار رہوں۔

میں ۔ نہیں جناب آپ علمی ہی باتیں کیجئے۔ ہاں مولوی صاحب کے مقدمات کا جواب دیجئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ میں ایسی باتوں کا کیا جواب دوں وقت باقی نہیں رہا یا وقت زیادہ آیا میری آواز بھی کام نہیں دیتی۔ والکلام ۔ میں اب جاتا ہوں وقت زیادہ آیا میری آواز بھی کام نہیں دیتی۔

میں ۔ ہاں اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ آپ نے محمد اللہ پڑھی ہے۔ معاف کیجئے گا یہ اس کلمہ کا جواب ہے جو آپ نے علمائے شیعہ کی نسبت فرمایا تھا۔ ابھی جائیے کیا ابھی تو آٹھ بجے ہیں شہر میں ہیں کچھ دیر ازمیں نہیں۔ ابھی تو آپ باتیں ہی نہیں ہوئیں۔

مولوی عبد الہادی صاحب تو اب آپ دونوں صاحب (مولوی ثناء اللہ صاحب اور میں) بدتہذیب ٹھہرے۔ اس کلمہ سے سب کے منفعل ہوا۔ اور نواب ابو صاحب نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ آخر اس کا نتیجہ رنج ہے۔

اسی پر مولوی ثناء اللہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور میں ہر چند روکتا رہا نہ مانے اور چلنے پر آمادہ ہوگئے۔

میں (بعد اصرار کے بعد) حضرت خیر آپ تو مانتے ہی نہیں۔ آپ تو جاتے ہیں مگر اپنا اسم مبارک تو بتاتے جائیے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب (کھڑے کھڑے) مبارک بادرک تو ہی نہیں نام پوچھ کے کیا کیجئے گا۔

میں ۔ جناب آخر آپ کا اس میں نقصان ہی کیا ہوتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ مجھے ثناء اللہ کہتے ہیں میں امرتسر کا رہنے والا ہوں۔

میں ۔ آپ کا قیام یہاں کہاں ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ اگر آپ آنے کا وعدہ فرمائیں تو میں اپنے قیام کی جگہ بتاؤں ورنہ بیکار ہے۔

میں ۔ یہ تو اچھا، تو کیا لازم ہے حضرت اس میں آپ کا حرج ہی کیا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب (اپنے ساتھی سے) مجھے تو یاد ہی نہیں۔ بتا دو

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رکوع میں زکوٰۃ دیتا ہے جس کے بعد اوسکو یہ دریافت کرنا ہوگا کہ وہ کون شخص ہے جس نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی کہ وہ دوسرا کوئی استحقاق ولایت نہیں رکھتا۔

پس اگر حضرات اہلحدیث سے ہوتے جن کا مقولہ ہے اصل دین آمد کلام اللہ مقدم داشتن تو پہلے اس آیہ پر ایمان لاتے اور اوسکے مفہوم و مصداق کی تحقیقات کرتے۔ مگر رسول اللہ کی حدیث کیونکر غلط ہو سکتی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ وہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر اُن کے حلق کے نیچے نہ اُتریگا جسکی تصدیق ابھی ہو گئی کہ آپ نے جملہ اسمیہ نکال کر کہ وہ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اس آیہ کو غیر واجب العمل قرار دیا۔ اس سے بڑھکر آپ کی ایمانداری کیا ہو سکتی ہے۔

اگر اس آیہ سے ولایت جناب امیرؑ بسبب جملہ اسمیہ ہونے کے ثابت نہیں ہوتی تو پھر ولایت رسولؐ اللہ بھی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ قرآن آپکے ہاں قدیم ہے جس حضرتؐ کی ولایت پہلے تقدیم ہوئی۔ اور ولایت جناب رسالتمآبؐ کا قبل از بعثت قائل نہیں۔ لہذا حسب تقریر آپ کے اس آیہ سے ولایت رسولؐ اور ولایت جناب امیرؑ دونوں ساقط ہوئی۔ فافہم۔

اور چونکہ اس آیہ کریمہ کی پوری تفصیلی بحث کتاب بطش اللہ یہ معروف بہ مناظرہ کشمیر میں ہو چکی ہے جسمیں اُن مفسرین کے تمام اقوال جمع ہیں جنہوں نے اس کا شان نزول بر شان جناب امیرؑ لکھا ہے۔ اور علمائے فرنگی محل نے جو جو تاویلیں علیحدہ اس بارے میں وہ بھی جمع ہیں۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ کتاب زبان اردو میں چھپ چکی ہے اور اسکی روشنی نے ایک عالم کو منور کر دیا ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یا کسی عالم سنی سے ہو سکے تو اوس پر تفصیلی بحث کرے جو محال ہے پھر قدرت خدا دیکھئے کہ اصلاح کس طرح اظہار حق میں سعی کرتا ہے۔

واللہ بالغ امرہ (اڈیٹر)

(منقول از رسالہ اصلاح نمبر جلد ۱۲ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ ہجری)

http://fb.com/ranajabirabbas

آیت انما ولیکم اللہ

سے

جناب امیرؑ کی بلافصل خلافت کا ثبوت

اخباری دنیا کی سیر کرنے والے۔ زمانہ کی کایا پلٹ دیکھنے والے۔ کھرے کھوٹے کے پرکھنے حق و باطل کی تمیز رکھنے والے اس سے خوب آگاہ ہیں کہ اہلحدیث اخبار کے اڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب چار پانچ ماہ قبل مجھ سے مباحثہ کے واسطے آئے تھے اور مجھ سے اُن سے جو باتیں ہوئی تھیں انھیں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

میری تحریر کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار میں میرے نام ایک کھلی چٹھی تھی اور تحریری مناظرہ کے شوق و شغف کا اظہار کیا تھا۔ اس میں اسکا وعدہ کیا تھا کہ "میں تمہارے مضمون کو مع جواب کے [illegible] علمیہ کے نام سے اپنے اخبار میں برابر شائع کر دیا کرونگا" میں نے [illegible] چٹھی کا جواب لکھا اور اخبارات میں اور خود مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible] بھی بھیج دیا۔ اور چونکہ مکابرہ مقصود نہ تھا بلکہ اثبات حق و ابطال باطل مدنظر تھا اس لئے قصہ مختصر کرنے کی غرض سے اس جواب میں چند امور جو میرے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان تنقیح طلب اور قبل سے طے ہو جانے ضروری تھے بغرض دریافت لکھے تھے مگر افسوس مولوی صاحب نے اپنے وعدہ کے خلاف پہلو تہی کی اور جواب دینا تو درکنار شائع تک نہ کیا۔ اگرچہ اخبار اثنا عشری میں وہ مضمون

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کچھ قطع و برید کے بعد شایع ہوگیا)

اور مجھے اس کے جواب میں ایک کارڈ مورخہ ٢٩ مئی ١٩٠٧ء لکھا کہ میں آپ کے خط کو پرائیوٹلی رکھتا ہوں آپ رسالہ بے شک لکھیں مگر اخبار میں مضمون بھیجیں جو مع جواب شایع ہوتا رہے گا۔ کیونکہ اس میں ایک گونہ مجبوری ہے۔

میں نے اسکے جواب میں اسی وقت ایک کارڈ مورخہ ٣١ مئی ١٩٠٧ء لکھا کہ میں تو اب اپنا مضمون شایع کر چکا آپ ان باتوں سے قطع نظر کر کے میرے تنقیح طلب امور کا جواب دیجئے۔ پھر میں اپنا مضمون شروع کروں گا۔

اس کا مولوی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا اور میں برابر منتظر رہا اور ایک مہینہ تک سکوت محض رہا۔

یکایک مولوی صاحب کا ایک کارڈ جو آپ نے اپنے اوپر سے الزام چھوڑانے اور اپنی سرخروئی کے واسطے اپنے دوست مولوی عبدالرحیم صاحب میر منشی کلکٹری پٹنہ کے نام سے لکھا تھا نظر پڑا۔

جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "مولوی فرمان علی صاحب نے مجھ سے بھی وعدہ کیا تھا مگر تا حال مضمون نہیں بھیجا ممکن ہو تو یاد کرا دیجئے۔"

میں نے اسے دیکھکر فوراً مولوی صاحب کو مورخہ ٥ جولائی ١٩٠٧ء ایک کارڈ لکھا کہ سبحان اللہ آپ اپنے ہم چشموں میں سرخروئی کے واسطے مجھ ہی پر الزام رکھتے ہیں اور الٹے مجھ ہی سے ایفاء وعدہ کے طالب ہیں خدا کے واسطے ان ترکیبوں کو چھوڑیئے یہ اہل علم کی شان کے خلاف ہے۔

مولوی صاحب نے اس کے جواب میں ١٠ جولائی ١٩٠٧ء کو مجھے لکھا کہ "میں تو آپ کے طولانی خط (کھلی چٹھی کا جواب) کے جواب میں لکھ چکا

ہوں کہ "آپ مجھ سے معنے ولایت وغیرہ کیوں متعین کراتے ہیں۔" اور اپنی برتیت کی کچھ ایسی توجیہ کی جو مولوی صاحب بجز خود ہی سمجھے ہوں تو سمجھے ہوں۔ عقلاء کے سمجھنے کے قابل تو ہرگز نہ تھی۔

میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ "یہ آپ اب لکھ رہے ہیں آپ کے سابق دونوں خطوں میں اس کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ اگر اعتبار نہ ہو تو کہئے تو دونوں خطوط کی نقل بھیجدوں۔ میرا مضمون اگرچہ تیار ہے مگر اب تا وقتیکہ میرے تنقیح طلب امور کا جواب آپ نہ دینگے میں شایع نہ کروں گا آپ کم از کم یہی شایع کر دیں کہ میں جواب نہ دوں گا۔"

اس پر مولوی صاحب کچھ شرمائے اور ١٤ جولائی ١٩٠٧ء کو مجھے لکھا کہ "میں آپ کی نسبت غلط گوئی کا خیال نہیں کرتا (الحمد للہ والفضل ما شهدت به الاعداء) شاید میرا خط آپ کو نہ ملا ہوگا (حالانکہ ٢٩ مئی ١٩٠٧ء کا بلکہ کل خطوط اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ یا للعجب) اسلئے حسب ایماء آپ کے انکار شایع کردوں گا۔" اسکے بعد پھر سکوت کا عالم رہا خدا خدا کر کے آج ٥ اگست ١٩٠٧ء کو مولوی صاحب کی تحریر دیکھی کہ آپ نے اپنے اخبار میں (ایک شیعہ دوست کا جواب) کی سرخی سے ایک مختصر سا مضمون شایع کیا ہے جس میں بقول شخصے ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں — صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

میرے تنقیح طلب امور کے جواب سے انکار بھی نہیں کرتے پھر انکار کا بھی ایک نرالا انداز ہے مگر عاقلاں خوب می دانند ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش — من انداز قدت را می شناسم

میں اس کے جواب میں اپنے مخاطب دوست کو اور تو کیا کہوں مگر اتنا عرض کروں گا ع کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میری تمہید کو اگرچہ کچھ طول ہوا مگر ناظرین کی واقفیت کے لئے اتنا عرض کر دینا ضرور تھا اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے خواہ مخواہ قصہ کو بڑھایا۔ کاش وہ اُن امور کا جواب دیتے تو اصل مطلب انہیں کے مسلمات سے بہت جلد آسانی سے ثابت کر دیتا۔ مگر اب قبل از مقصود اس آیۃ کے چند الفاظ کی تحقیق میں چند مقدمے عرض کرنے پڑے۔ مجھے اگرچہ اس کا افسوس ضرور ہے کہ باوجود میری پوری کوشش کے چونکہ علمی مضامین ہیں اور بہت سی اصطلاحات مذکور ہیں جن کا ترجمہ ہو نہیں سکتا۔ اس مضمون کے اکثر مباحث بالکل علم فہم نہ ہو سکیں گے پھر بھی فائدہ سے خالی نہیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی امید بھی ضرور ہے کہ باہم حضرات ناظرین پسند کریں گے۔ اور بالخصوص طلبہ کے واسطے مفید اور بہت مفید ہوگا۔ انشاء اللہ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۔

ترجمہ۔ تمہارا حاکم و سرپرست صرف خدا ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جنھوں نے ایمان قبول کیا اور نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہیں اور بحالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

پہلا مقدمہ لفظ اِنَّمَا کی تحقیق | تمام نحویین کل اہل عربیت۔ سارے اہل لغۃ اور سب مفسرین اس پر متفق ہیں کہ لفظ انما عرب کی زبان اور محاورات میں انحصار و قصر کے معنی پیدا کرتا ہے اور اسی بنا پر میں نے اس کا ترجمہ "صرف" کے ساتھ کیا ہے چنانچہ چند اقوال بطور نمونہ عرض کرتا ہوں۔ اور لطف یہ ہے کہ اگرچہ خود اس لفظ کے بیان معنی میں

مذہب سے کوئی سروکار اور لگاؤ نہیں ہے۔ مگر میں جن کتابوں کا حوالہ دیتا ہوں خدا کے فضل سے سب کی سب اہل سنت یا نصرانی کی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی شیعہ کی نہیں ہے۔ جس کو ذرا بھی شک ہو اصل کتاب کو دیکھ لے۔

ا قاموس:۔ اِنَّمَا یفید الحصر کانما و اجتمعا فی قولہ تعالیٰ قل انما اوحی اِلَیَّ اَنَّمَا الٰھکم الٰہ واحد فالاولی لقصر الصفۃ علی الموصوف والثانیۃ لعکسہ۔ ترجمہ۔ انما کی طرح اَنَّمَا بھی حصر کا فائدہ دیتا ہے اور دونوں ایک ہی آیت میں مجتمع ہو گئے ہیں جیسے قول خدا۔ انما الخ (اے رسول ربوبیت کے بارے میں) کہ دو کہ میری طرف صرف یہی وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔ پس پہلا (انما) صفت کا موصوف میں منحصر ہونا ثابت کرتا ہے۔ دوسرا (انما) موصوف کا صفت میں منحصر ہونا۔

نمبر ۲۔ منتہی الارب:۔ اَنَّمَا بفتح مفید حصر باشد چنانچہ انما بکسرہ و ہر دو در آیت اِنَّمَا اُوْحِیَ الخ مجتمع شدہ۔ پس اول برائے قصر صفت است بر موصوف و ثانی برائے قصر موصوف بر صفت"۔

نمبر ۳۔ مصباح المنیر۔ وان دخلت علی اَنَّ ما صار للتعیین کقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الصدقات للفقراء و توجب اثبات الحکم للمذکور و نفیہ عما عداہ۔ ترجمہ اور اگر ما اَنَّ پر داخل ہو تو تعیین و حصر کے واسطے ہو جاتا ہے۔ جس طرح قول خدا انما الصدقات الخ یعنی صدقے صرف فقیروں کے واسطے ہیں کیونکہ انما شئے مذکور کے واسطے ثبوت حکم اور اس کے ماسوائے نفی حکم کا باعث ہوتا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نمبر۷۔ محیط المحیط۔ وقد تدخل علیھما ما الزائدۃ فتکفھا عن العمل و تفید الحصر نحو انما زید قائم۔ ترجمہ کبھی انّ پر مازائدہ بھی داخل ہوتا ہے پس انّ کو عمل کرنے سے باز رکھتا ہے اور حصر کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے انما زید قائم زید صرف قائم ہے

نمبر۸۔ صراح۔ "وقد تزاد علی المکسورۃ المشددۃ ما فصار للتعیین کقولہ تعالیٰ۔ انما الصدقات للفقراء الخ وتوجب اثبات الحکم للمذکور ونفیہ عما عداہ" کبھی انّ پر ما بڑھا دیا جاتا ہے تو یقین و حصر کے واسطے ہو جاتا ہے جیسے قول خدا انما الصدقات الخ یعنی صدقات صرف فقراء کے لئے ہیں۔ اور شے مذکور کے لئے ثبوت حکم اور ماسوا کے لئے نفی حکم کا باعث ہوتا ہے۔

نمبر۹۔ شرح مغنی۔ "انما بالفتح تفید الحصر کانما بالکسر" ترجمہ۔ جس طرح انما حصر کا فائدہ دیتا ہے اسی طرح انّما بھی ہے۔

نمبر۱۰۔ تفسیر کشاف (خاص اسی آیت کے تحت میں) ومعنی انما وجوب اختصاصھم بالموالات۔ ترجمہ۔ ان لوگوں کا موالات کے ساتھ ضروری طور پر مخصوص ہونا انما کے معنی ہیں۔

نمبر۱۱۔ تفسیر بیضاوی ص۱۸ جلد اول "لان انما تفید قصر ما دخلت علیہ علی ما بعدہ مثل انما زید منطلق و انما ینطلق زید" انما جس لفظ پر داخل ہوتا ہے اس کو ما بعد کے لئے منحصر کر دیتا ہے۔ جیسے زید صرف چلنے والا ہے

http://fb.com/ranajabirabbas

اور صرف زید ہی چلتا ہے۔

نمبر۱۲۔ تفسیر حسینی۔ اسی آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ "جز این نیست الخ" غرض ساری دنیا میں کوئی ایسا نہیں جس نے انما کے معنی حصر ہونے سے انکار کیا ہو بلکہ ہر شخص اس پر متفق ہے۔ اور بہتیروں نے اس کو تصریحاً بیان بھی کر دیا ہے۔ مگر زمانہ بھر کے خلاف امام فخر الدین رازی صاحب محض اس سبب سے کہ کہیں خلافت بلا فصل علی ابن ابیطالب ثابت نہ ہو جائے۔ مخصوصاً اس آیت میں انما کے معنی حصر ہونے سے صاف انکار کر گئے۔ چنانچہ اپنی تفسیر جلد سیوم ص۴۳۳ مطبوعہ مصر میں تحریر فرماتے ہیں۔ "لا نسلم ان کلمۃ انما للحصر والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء ولا شک ان الحیوۃ الدنیا لھا امثال اخری سوی ھذا المثل وقال انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو ولا شک ان اللعب واللھو قد یحصل فی غیرھا" ترجمہ ہم نہیں مانتے کہ لفظ انما حصر کے لئے ہے اور اسکی دلیل قول خدا ہے۔ انما مثل الخ یعنی زندگانی دنیا کی مثل صرف اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا کیونکہ اس میں شک ہی نہیں کہ اس مثل کے علاوہ زندگانی دنیا کی بہت سی مثلیں ہیں اور پھر خدا نے کہا انما الحیوۃ الخ یعنی زندگانی دنیا صرف کھیل تماشہ ہے کیونکہ اس میں شک ہی نہیں کہ کھیل تماشہ زندگانی دنیا کے علاوہ میں بھی حاصل ہوتا ہے۔"

یہ ہے امام صاحب کا قول اور یہ ہے انکی دلیل مگر مجھے حیرت ہے کہ خداوند عالم نے اپنے کلام پاک میں قریب ایک سو پچیس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جگہ لفظ انما کو استعمال فرمایا ہے۔ اور امام صاحب نے ماشاء اللہ پورے قرآن کی تفسیر بھی لکھی ہے مگر امام صاحب کو بہت تردد و تلاش سے بخیال خود اپنے دعوے کی دلیل میں صرف دو آیتیں ملی ہیں اور وہ بھی ایسی کہ جس پر لڑکے بھی ہنس پڑیں۔

اب ناظرین امام صاحب کی دونوں دلیلوں کو ملاحظہ فرماویں اور اس ایجاد بندہ کی تحقیق کی داد دیں۔ پہلی دلیل کا خلاصہ تو یہ ہے کہ خدا نے زندگانی دنیا کی مثل پانی سے انما کے ساتھ بیان کی ہے مگر انما کے معنی حصر کے نہیں ہیں۔ کیونکہ زندگانی دنیا کی اسکے علاوہ اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

لیکن مزا تو یہ ہے کہ امام صاحب کے خیال میں اس کی مثالیں بہتیری ہیں مگر افسوس معاذ اللہ ایسا کند ذہن تھا کہ پانی کے سوا اس کو زندگانی دنیا کی کوئی دوسری مثال سوجھی ہی نہیں۔ کیونکہ زندگانی دنیا کی مثال خدا نے قرآن میں تین جگہ بیان کی ہے اور تینوں جگہ پانی ہی سے مثال دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سورۃ یونس رکوع ۷۔ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ الخ

سورۃ حدید رکوع ۳۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ الخ۔

تعجب ہے کہ اہلسنت کے امام صاحب حافظ تو ضرور ہونگے۔ کیونکہ ان کے ہاں تو پانچ پانچ سات سات برس کے لڑکے چاہے کیسے ہی ہوں (بقول اہلسنت) حافظ ہوتے ضرور ہیں۔ لیکن

http://fb.com/ranajabirabbas

امام صاحب کو قرآن کے حافظہ نے سخت دھوکہ دیا کہ انکو یہ بھی یاد نہ رہا کہ خدا نے قرآن میں زندگانی دنیا کی کس جگہ اور کیا کیا مثال بیان کی ہے۔ اگر یاد ہوتا تو کبھی ایسی عبارت نہ کرتے۔

مگر ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے جو بیان کی ہو نہ کرے مگر امام صاحب کے خیال میں تو ایسی کیا چیز ہے بہتیری مثالیں موجود ہیں۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ خدا نے جب مثال بیان کی تو ہر پھر کے پانی ہی کی اور وہ بھی ہر جگہ انما ہی کے ساتھ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی کوئی دوسری مثال ایسی جامع و مانع ہی نہیں۔ مگر یہ کہا جائے کہ امام صاحب نے قرآن میں اصلاح دی ہے تو البتہ میں کچھ نہیں بول سکتا اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ خدا کو نہ سوجھے نہ سوجھے مگر امام صاحب کو تو سوجھے پھر تو معلم الملکوت سے بالاتر امام صاحب کو معلم اللہ کا خطاب مل جائے گا۔ حالانکہ اگر امام صاحب انصاف کو کام میں لاتے اور تعصب سے علحدہ ہو کر سچے اسلام کو اختیار کرتے تو اقرار کرتے کہ ایسی عجیب و غریب مثال جو تمام پہلوؤں سے جامع ہو خدا نے دی اور تمثیل لہ سے پوری مطابق ہو دوسری ہو ہی نہیں سکتی چنانچہ [illegible] آیت کی تفسیر کے تحت میں اقرار فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ اتبع بهذا المثل العجيب الذي یہاں تو اس مثال کو عجیب فرماتے ہیں اور دوسری جگہ [illegible] حاصل نہ ہونے دیکھکر فرماتے ہیں کہ ایسی مثالیں بہتیری اور بھی ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ تو پہلی دلیل کا حشر ہوا اب دوسری دلیل کو دیکھئے۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ خدا نے زندگانی دنیا کو لعب و لہو انما کے ساتھ فرمایا ہے مگر انما کے معنی حصر کے نہیں ہوسکتے کیونکہ لہو و لعب دنیاوی زندگی کے علاوہ بھی ہوتا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اہا ہاسہ پڑھا ہے ہم نے بھی قرآں قسم ہے قرآں کی
جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری

اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کا دنیا میں کھیل تماشے سے جی نہیں بھرا ہے جب ہی تو آخرت میں کھیلنے کی امید رکھتے ہیں کیونکہ دنیا اور آخرت کے علاوہ کوئی تیسری شق نہیں مگر کوئی عالم در عالم کو عالم برزخ وغیرہ کو بھی ایک قسم کی زندگی قرار دے مگر یہ بھی معلوم نہیں بہشت میں کھیلیں گے یا نہیں اور شاید اسی وجہ سے سید نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی بہشت سے ہمارے خرابات ہی اچھے ہیں جب ہی تو ایک منچلا شاعر اپنی عالم مستی میں یوں بول اٹھا ہے

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

لیکن حیرت تو یہ ہے کہ امام صاحب نے یہاں تو فرمایا کہ آخرت کے واسطے نہیں ہے مگر خدا نے اس مطلب کو دوسری جگہ یوں ادا فرمایا ہے ما الحیوۃ الدنیا الا لعب ولھو (نہیں ہے دنیاوی زندگی مگر کھیل تماشا) معلوم نہیں امام صاحب اسکی کیا تاویل کرینگے کیا یہاں بھی حصر کے قائل نہ ہونگے۔ اور انکے طرفدار تو عجب نہیں کہ یہاں بھی یوں الٹی کہ حصر مقصود نہیں ہے۔ مگر بمصداق ... حافظ نباشد اس آیت کی تفسیر میں بڑے زوروں میں بہت سی دلیلوں سے امام صاحب نے ثابت کیا ہے کہ دنیاوی زندگی کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں۔ چنانچہ ما الحیوۃ الخ کی تفسیر کے تحت میں اُن دلیلوں کو لکھ کے ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۳۳ مطبوعہ مصر فثبت بمجموع ھذہ الوجوہ ان اللذات والاحوال الدنیویۃ لعب ولھو ولیس لھا حقیقۃ معتبرۃ۔ ترجمہ ان تمام دلیلوں سے ثابت ہوا

کہ دنیاوی حالات ولذات یقیناً کھیل تماشا ہیں اور انکی کوئی قابل اعتبار حقیقت ہی نہیں ہے۔ واقعی یہ ایسی زوردار متناقض تحقیق ہے کہ جسے سنکر انسان تو انسان پرند بھی عالم وجد میں آکر یہ شعر پڑھنے لگیں

اب ہم ہی تیرے چال پہ مرتے نہیں صنم
پامال کبک بھی تو ہوئے کوہسار میں

اس سے لطیف تر سنئیے کہ خداوند عالم تو یہ فرما رہا ہے کہ دنیاوی زندگی صرف لہو ولعب ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ لہو ولعب صرف دنیا میں ہوتا ہے آخرت میں نہیں ہوتا۔ مگر امام صاحب معلوم نہیں کس عالم میں سمجھے کہ آپ نے اس آیت کا دوسرا مطلب سمجھا اور یہ کہہ گزرے کہ کھیل تماشا کچھ دنیا ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے غیر میں بھی ہوتا ہے خدا تعصب کا بُرا کرے کہ اس نے امام صاحب سے قواعد معانی و بیان کو بھی کوسوں دور پھینک دیا اور کچھ کا کچھ کہنے لگے

تعصب میں جنوں میں کیا کیا
سنئیے کچھ خدا کرے کوئی

ابھی آگے اور مزیدار اور پھڑکتا ہوا جملہ سنئیے جو شاید کبھی سنا ہو۔ یہ ایسا عجیب وغریب معما ہے جسے کوئی عقل تو شاید ہی حل کر سکے۔ آپ اسی تفسیر کبیر کی جلد ۲ صلہ مطبوعہ مصر آیۃ انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں دلت الایۃ علی ان الشیطان لا یامر الا بالقبائح لانہ تعالی ذکرہ بکلمۃ انما وھی للحصر ترجمہ۔ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیطان سوائے برائیوں کے دوسرے کام کا حکم دیتا ہی نہیں کیونکہ خدا نے اسے انما کے ساتھ ذکر کیا ہے اور انما حصر کے واسطے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔

اب کوئی شخص امام صاحب کے ان دونوں فقروں کو ملا کر دیکھے۔ لا نسلم ان کلمۃ انما للحصر (ہم نہیں مانتے کہ انما حصر کے واسطے ہے) اور وھی للحصر (انما حصر کے واسطے ہے)

اب حضرات ناظرین امام صاحب کی حق گوئی کی داد دیں اور تحسین مرحبا کہیں۔ اس وقت تو امام صاحب کی شتر مرغ کی سی ہے

گر بگویم بر بگوید اشترم ور بگوید بار گوید طائرم

باقی آئندہ
بانی علی

اصلاح:۔ اس تحریر کو اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اپنی عادت قدیمہ کے خلاف درج اخبار کیا ہے جس کے ابتداء میں اڈیٹر اصلاح کو مخاطب کیا ہے جس پر ہم آپ کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں کیونکہ آج تک تو آپ نے اپنے خصم کی پوری عبارت کبھی نقل کی۔ جناب مولوی فرمان علی صاحب دام مجدہ نے کچھ ایسی تکذیب آپکی ثابت کی کہ آپ اس تحریر کی اشاعت پر مجبور ہوئے۔ کیونکہ جلسہ ملاقات میں بہت سے شیعہ اور وہابی بھی تھے جس سے آپکو اپنی دروغ بیانی پر شرمانا پڑا اور اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس تحریر کو بلا تحریف شایع کیا مگر افسوس عزت اصلاح کو کہاں حاصل ہو سکتی ہے کہ کبھی پوری عبارت اصلاح شایع کریں۔ بہرحال اس تحریر پر آپکا نوٹ حسب ذیل ہے۔

اہلحدیث: "شتر مرغ" دشنام دہی کی عادت نہ گئی کیا اسی شیریں کلامی کی آپ داد چاہتے تھے کہ ہمارے بلکہ کل اسلامی دنیا کے دیگر بزرگ کے حق میں بدگوئی کریں۔ پھر ہم ہی سے اسکی اشاعت کرائیں۔ مولوی صاحب! آپ تو مدرس ہیں ماشاء اللہ

کتب معقول و فلسفہ بھی پڑھاتے ہونگے کیا الحمد للہ آپ نے نہیں دیکھی۔ صاحب حمد اللہ باوجود سنی ہونے کے علامہ میر باقر (شیعہ) کا نام کس ادب اور کیا قت سے لیتا ہے۔ یاد نہ ہو تو سنئے۔ خیر الخلقۃ باجمعھا یعنی افضل المتاخرین۔ نہایت افسوس ہے کہ خلافیات میں تنگ آ کر جو عام علماء کی عادت ہے اس سے بھی آپ ایک درجہ آگے بڑھ گئے اسی لئے میں آپ کو بار بار لکھتا ہوں کہ آپ اہل معقول کی طرح برہان سے کام لیں جدل سے کیا مطلب۔ مجھے خطرہ ہے کہ آپ خفگی میں اصل مضمون نہ چھوڑ دیں اس لئے زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں اگر آپ اجازت دیں تو اتنا عرض کرتا ہوں کہ دنیا بھر کے شیعہ مجتہد اور غیر ملکی بھی خلافت علی بلا فصل قرآن مجید سے ثابت کرنا چاہیں تو لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (ہرگز نہ کر سکیں گے) آپ کی تمہید ختم ہے مطلب پر آئیے۔ ہم مانتے ہیں کہ انما حصر کے لئے ہے آگے چلئے (اڈیٹر)

اصلاح:۔ یہ نوٹ آپ کا جس عنوان سے لکھا گیا ہے اُس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آئندہ آپ اس مضمون کی اشاعت کو روکنا چاہتے ہیں جس کی تمہید آپ نے ابھی سے شروع کر دی۔ "دشنام دہی کی عادت نہ گئی۔ ہمارے بلکہ کل اسلامی دنیا کے بزرگ کے حق میں بدگوئی کریں پھر ہم سے اسکی اشاعت کرائیں" گویا یہ کہنا ہے کہ آپ اپنے عوام کو بھڑکا رہے ہیں کہ دیکھو کیا اجازت میں تبرا ہو رہا ہے اور آپ اس مفید سلسلہ کو ترک کر دیں ورنہ کون شخص کہہ سکتا ہے کہ فخر رازی آپ کے یا کل اسلامی دنیا کے پیر ہیں حالانکہ آپکے امام اعظم ملا سند بھی انکی شان میں لکھتے ہیں الفخر بن الخطیب صاحب التصانیف راس فی الذکاء والعقلیات لکنہ عری من الآثار وله تشکیکات علے مسائل من دعائم الدین تورث حیرة نسأل الله

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان يبثت الايمان فى قلوبنا وله كتاب السر المكتوم فى مخاطبة النجوم
سحر صريح فلعله تاب من تاليفه انشاء الله صـ ۹۲

جس سے ظاہر ہے کہ ذہبی انکو فخر الدین کہنا بھی نہیں جائز جانتے بلکہ صرف فخر لکھتے ہیں۔ ذہبی ونکا کا اقرار کرکے لکھتے ہیں علم اخبار و آثار سے عاری ہیں۔ مسائل اصول دین پر ایسے شکوک وارد کرتے ہیں جن سے حیرت ہوتی ہے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہم لوگوں کے ایمان کو ثابت رکھے۔ ان کی کتاب سر مکتوم علم نجوم میں سحر صریح ہے۔ شاید اس سے توبہ کی ہو۔ پھر افسوس ہے کہ محض شیعوں کی ضد میں آج آپ ان کو اپنا بلکہ کل اہل اسلام کا سردار اور بزرگ بناتے ہیں۔ حالانکہ وہابیوں کو جو عداوت ان لوگوں سے ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔

فخر رازی کی نسبت تقبیل شتر مرغ ہے تو آپ کو یہ غصہ آیا مگر اہلبیت اطہارؑ کی عظمت آپ کے ذہن میں فخر رازی کے برابر بھی نہیں آپکا اخبار مورخہ ۱۰ شعبان لکھتا ہے "لیکن وہ فرقہ جس کے ائمہ آم کو اصلی اور دن کو رات کہتے ہوئے تامل نہیں کرتے اور آیۂ کریمہ فبدل الذين ظلموا قولا غير الذى قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا رجزا من السماء بما كانوا يفسقون جس میں حضرت موسیٰ کے وقت کے بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ ظلموا کے معنی ظلموا آل محمد حقهم کے لیتے ہیں تو ان سے کون سی بات بعید ہے۔" مگر افسوس اس جملہ پر آپکو اسلامی غیرت نہ آئی کہ اس شخص نے صرف شیعوں پر نہیں اتہام کیا بلکہ خاکش بدہن ائمہ اطہار کو آم کا اصلی اور دن کا رات بنانے والا کہا۔

مگر ہم کو اسکی کوئی شکایت نہیں۔ کیونکہ جب رسول اللہؐ آپ کے نزدیک ایک چمار سے زیادہ عزت نہیں رکھتے۔ ملاحظہ کیجئے اپنا اخبار مورخہ

۲۰ اگست سنہ تو پھر ائمہ اطہار کی عظمت آپ کے دل میں کیا ہو سکتی ہے۔ بہر حال اہلحدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے کیونکہ قرآن میں اس طور سے مجموعاً کہیں مذکور ہے تو پھر آپ خلافت بلافصل جناب امیرؑ کو قرآن سے کب مانیں گے۔ اسی لئے تو میں نے بارہا عرض کیا کہ آپ ایک مسئلہ بھی قرآن سے ثابت کر دیں تو وہی سے میں خلافت جناب امیرؑ کو ثابت کروں مگر آپ نہیں مانے اور ہمیشہ اس سے گریز ہی کرتے رہے۔

مگر آپ اگر مسلمان ہوں گے تو قرآنی فیصلہ سے کسی طرح عدول نہ کریں گے لیکن آپکو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ آپ اہل قرآن سے ہیں یا اہل حدیث سے تاکہ بحث کا طریقہ پیدا ہو سکے۔ کیونکہ اب تو آپ کے فرقے کے لوگ عام طور سے اہل قرآن بن رہے ہیں اور آپ اس کا پیش خیمہ ڈال رہے ہیں ورنہ آپ لوگوں کی حالت تو قدم قدم شتر مرغ کی چال سے بھی بدتر ہے۔ (اڈیٹر)

(اصلاح ماہ رمضان ۱۳۴۷ھ)

لفظ ولی کی تحقیق

عرب کے محاورہ میں ولی جو اسم فاعل یا صفت مشبہ کا صیغہ ہے مختلف موقعوں پر مختلف معانی میں مستعمل ہوتا ہے۔ دوست مددگار۔ نگہبان۔ کسی پر حکومت کرنے والا نزدیک۔ مالک۔ بارش۔ کسی چیز کے بعد ہونے والا۔ بارش کے بعد بارش اور کبھی حافظ النسب۔ داماد۔ غلام۔ چچازاد بھائی کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے اور حسب تصریح اہل لغت اس کا مصدر تین طرح آیا ہے ولی۔ ولایہ۔ ولایۃ

لہ ملاحظہ ہو اخبار اہل فقہ امرتسر جو خاص فرقہ حنفیہ کا ارگن ہے اور جس نے اپنی پر زور تحریر سے وہابیوں کا جوڑ توڑ الگ کر دیا۔ مگر افسوس کہ قوم کی ناقدری سے کافی ترقی نہیں کرتا۔ پتہ :- منیجر اہل فقہ امرتسر کافی ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com